

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورة النساء

(۵)

(گزشتہ سے پیوستہ)

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ، إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ، فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ، فَلَكُمْ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَ، مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِيْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ، وَلَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ، إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ، فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ، فَلَهُنَّ الثُّمْنُ مِمَّا تَرَكَتُمْ، مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ، وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ

اور تمہاری بیویوں نے جو کچھ چھوڑا ہو، اُس کا آدھا حصہ تمہیں ملے گا، اگر اُن کے اولاد نہیں ہے۔ اور اگر اولاد ہے تو تر کے کا ایک چوتھائی تمہارا ہے، جب کہ وصیت جو انھوں نے کی ہو، وہ پوری کر دی جائے اور قرض (اگر ہو تو) ادا کر دیا جائے۔ اور وہ تمہارے تر کے میں سے ایک چوتھائی کی حق دار ہیں، اگر تمہارے اولاد نہیں ہے۔ اور اگر اولاد ہے تو تمہارے تر کے کا آٹھواں حصہ اُن کا ہے، جب کہ وصیت جو تم نے کی ہو، وہ پوری کر دی جائے اور قرض (اگر ہو تو) ادا کر دیا جائے۔

[۳۰] یہ حصے ہر لحاظ سے واضح ہیں اور والدین کے حصوں کی طرح یہ بھی پورے تر کے میں سے دیے جائیں

گے۔

كَالَلَةٍ أَوْ امْرَأَةٍ، وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ، فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ، فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ، مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ

اور (ان وارثوں کی عدم موجودگی میں) اگر کسی مرد یا عورت کو اُس سے رشتہ داری کی بنا پر وارث بنا دیا جاتا ہے اور اُس کا ایک بھائی یا بہن ہے تو بھائی اور بہن، ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا، اور اگر وہ ایک سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک ہوں گے (اور باقی اس کو ملے گا جسے وارث بنایا گیا ہے) جب کہ وصیت جو کی گئی ہو، پوری کر دی جائے اور قرض (اگر ہو تو) ادا کر دیا جائے، بغیر کسی کو

[۳۱] اصل الفاظ ہیں: 'و ان كان رجل يورث كلاله او امرأة'۔ ان میں لفظ 'كلالة' والدین اور اولاد کے سوا باقی سب رشتہ داروں کے لیے آیا ہے۔ اس معنی کے لیے اس کا استعمال عربی زبان میں معروف ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ اس شخص کے لیے بھی آتا ہے جس کے پیچھے اولاد اور والد، دونوں میں سے کوئی نہ ہو، لیکن آیت ہی میں دلیل موجود ہے کہ یہ معنی یہاں مراد نہیں ہیں۔ 'يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ' سے جو سلسلہ بیان شروع ہوتا ہے، اس میں اولاد اور والدین کا حصہ بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے وصیت پر عمل درآمد کی تاکید من بعد وصية يوصى بها او دين' کے الفاظ میں کی ہے۔ زوجین کے حصوں میں اسی مقصد کے لیے 'من بعد وصية يوصى بها او دين' اور 'من بعد وصية يوصى بها او دين' کے الفاظ آئے ہیں۔ تدبر کی نگاہ سے دیکھیے تو ان سب مقامات پر فعل مبنی للفاعل استعمال ہوا ہے اور 'يوصى'، 'يوصين' اور 'توصون' میں ضمیر کا مرجع ہر جملے میں بالصراحت مذکور ہے، لیکن کلالہ کے احکام میں یہی لفظ مبنی للمفعول ہے۔ یہ تبدیلی صاف بتا رہی ہے کہ 'ان كان رجل يورث كلاله او امرأة' میں 'يوصى' کا فاعل یعنی مورث مذکور نہیں ہے، اس وجہ سے اس آیت میں 'كلالة' کو کسی طرح مرنے والے کے لیے اسم صفت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ تغیر حجت قطعی ہے کہ قرآن مجید نے یہ لفظ یہاں اس شخص کے لیے جس کے پیچھے اولاد اور والد، دونوں میں سے کوئی نہ ہو، استعمال نہیں کیا ہے۔ چنانچہ آیت کی تالیف ہمارے نزدیک یہ ہے کہ 'يورث' باب افعال سے مبنی للمفعول ہے۔ 'كلالة' اس سے مفعول لہ ہے۔ 'كان' ناقصہ ہے اور 'يورث' اس کی خبر واقع ہوا ہے۔ 'رجل او امرأة' 'كان' کے لیے اسم ہیں۔ وارث بنانے کا جو اختیار اس آیت میں دیا گیا ہے، وہ ظاہر ہے کہ مرنے والے ہی کو ہوگا اور اس کے معنی اس سیاق میں یہی ہو سکتے ہیں کہ ان وارثوں کی عدم موجودگی میں تر کے کا وارث بنا دیا جاتا ہے جن کے حصے اوپر بیان ہوئے ہیں۔

دَيْنٍ، غَيْرِ مُضَارٍّ، وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ، وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿١٢﴾
تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ، وَمَن يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ، خَالِدِينَ فِيهَا، وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٣﴾ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ

نقصان پہنچائے۔ یہ حکم ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ جاننے والا ہے، وہ بڑا نرم خو ہے۔ ۱۲۔
یہ اللہ کی ٹھیرائی ہوئی حدیں ہیں، (ان سے آگے نہ بڑھو) اور (یاد رکھو کہ) جو اللہ اور اُس کے
رسول کی فرماں برداری کریں گے، انھیں وہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی

[۳۲] یعنی ایک ہی رشتہ کے متعلقین میں سے اگر کسی ایک مرد یا عورت کو وارث بنایا جاتا ہے تو جس کو وارث بنایا
جائے گا، اس کا ایک بھائی یا بہن ہو تو اس مال کا چھٹا حصہ جس کا اسے وارث بنایا گیا ہے، اس کے بھائی یا بہن کو دیا
جائے گا اور اگر اس کے بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو وہ سب ایک تہائی میں برابر کے شریک ہوں گے۔ اس کے
بعد یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ باقی ۵/۶ یا دو تہائی اس مرد یا عورت کو دیا جائے گا جسے وارث بنایا گیا ہے۔ قرآن نے
اسی بنا پر اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا ہے۔ ہم اگر یہ کہیں کہ ”زید نے اس رقم کا وارث اپنے بیٹے کو بنایا ہے،
لیکن اس کا کوئی بھائی ہو تو ایک تہائی کا حق دار وہ ہوگا“ تو اس جملے کا مطلب ہر شخص یہی سمجھے گا کہ بھائی کا حصہ
دینے کے بعد باقی روپیہ اس بیٹے کو دیا جائے گا جسے رقم کا وارث بنایا گیا ہے۔

قرآن مجید کی یہ ہدایت بڑی حکمت پر مبنی ہے۔ مرنے والا کلا لہ رشتہ داروں میں سے اپنے کسی بھائی، بہن،
ماموں، پھوپھی یا چچا وغیرہ کو وارث بنا سکتا ہے۔ لیکن، ظاہر ہے کہ جس بھائی یا ماموں کو وارث بنایا جائے گا، مرنے
والے کے بھائی اور ماموں اس کے علاوہ بھی ہو سکتے ہیں۔ یہی معاملہ چچا، پھوپھی اور خالہ وغیرہ کا ہے۔ کوئی شخص
اپنے ذاتی رجحان کی بنا پر کسی ایک ماموں یا پھوپھی کو ترجیح دے سکتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو پسند نہیں فرمایا کہ ایک
ہی رشتہ کے دوسرے متعلقین بالکل محروم کر دیے جائیں۔ چنانچہ اس کے لیے یہ ہدایت فرمائی کہ کوئی شخص اگر، مثال
کے طور پر، اپنے چچا زید کو ترکے کا وارث بنا دیتا ہے اور اس کے چچا عثمان اور احمد بھی ہیں تو ترکے کے جس حصے کا
وارث زید کو بنایا گیا ہے، اس کا ایک تہائی عثمان اور احمد میں تقسیم کرنے کے بعد باقی ترکے زید کو دیا جائے گا۔

[۳۳] آیت کے آخر میں یہ الفاظ اس تنبیہ کے لیے آئے ہیں کہ یہ پروردگار عالم کی وصیت ہے۔ اس کا
بندہ جانتے بوجھتے کسی حق دار کو محروم کرتا ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ اس کے ہر عمل سے باخبر ہے اور اگر

وَرَسُولُهُ، وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ، يُدْخِلُهُ نَارًا، خَالِدًا فِيهَا، وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٣﴾

ہوں گی، وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کریں گے اور اُس کی ٹھیرائی ہوئی حدوں سے آگے بڑھیں گے، اُنھیں ایسی آگ میں ڈالے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور اُن کے لیے رسوا کر دینے والی سزا ہے۔ ۱۳-۱۴

بے جانے بوجھے اس سے کوتاہی ہو جاتی ہے تو اس کا خالق بردبار ہے، اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ وہ نرم خو ہے، بندوں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ اس کی ہدایات میں ان کے لیے سہولت ہے، تنگی اور مشقت نہیں ہے۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net